شئونِ علمیّہ

چین کی تعلیم پر جنگ کا اثر

چین میں جنگ کے آغاز سے پہلے اعلیٰ تعلیم کے ایک سو آٹھ ادارے تھے، ان میں بیالیس[۴۲] یونیورسٹیاں تھیں جن میں کم ازکم تین شعبوں کی تعلیم ہوتی تھی۔ ۳۴ کالج تھے اور ۴۲ صنعتی اسکول۔ ان سب کو طبقہ وار اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

	قومی	صوبجاتی	پرائیویٹ	میزان
یونیورسٹیاں	۱۶	۷	۱۹	۴۲
کالج	۵	۸	۲۱	۳۴
صنعتی وحرفتی اسکول	۶	۶	۱۰	۳۲

جنگ کے شروع ہونے کے بعد ساحلی شہروں کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا تو ان میں سے اکثر کو ان شہروں سے ملک کے اندرونی حصوں میں منتقل کر دیا گیا لیکن جس چیز کا خطرہ تھا وہ ہو کر رہی۔ ساحلی شہروں اور دریا ینگٹسی (Yangtze) کی درمیانی وادی اور اس کے نشیب میں جو شہر واقع تھے، جاپانیوں نے جب ان پر بمباری کی تو ان شہروں کے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ فرنیچر برباد ہو گیا۔ قیمتی اور نادر کتابیں راکھ کا ڈھیر بن کے رہ گئیں۔ بدقسمتی سے ۸۰ فیصدی کالج اور یونیورسٹیاں شنگھائی، پیکنگ، نانکنگ، اور کینٹن میں واقع تھیں۔ ان میں سے ۴۲ کو مجبوراً اندرونِ ملک میں جانا پڑا۔ یہاں یہ تعلیمی ادارے اپنا کام کرتے رہے۔

لیکن پھر جب جنگ کی وجہ سے ملک کے مالیہ پر اثر زیادہ پڑنے لگا تو گورنمنٹ اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی کوششوں کے باوجود کئی ایک اداروں کو بند کرنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۳۷ء کے موسم خزاں کے بعد یونیورسٹیوں اور کالجوں کے پروفیسر اور لکچرر بھاری تعداد میں بیکار و بے روزگار لوگوں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔ وزارتِ تعلیم نے اپنے مقدور کے مطابق ان غریبوں کو مختلف محکموں میں جگہ دے کر ان کی معاش کا انتظام کیا۔ لیکن یہاں ان کو جو کچھ ملتا تھا یونیورسٹی کی تنخواہوں کے مقابلہ میں اُس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ بڑے بڑے پروفیسر سو سے لے کر ایک سو بیس شلنگ ماہانہ پر گذر بسر کرتے تھے۔ جنگ کے شروع ہونے کے ایک برس بعد جولائی ۳۸ء میں جو رپورٹ شائع ہوئی تھی اُس میں بتایا گیا تھا کہ ۶۷۴ کالج اور یونیورسٹی پروفیسر ایسے ہیں جو گورنمنٹ سے مذکورہ بالا قسم کی امداد حاصل کر رہے ہیں۔

جنگ کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے ۳۸ء میں ایک سرکلر کے ذریعہ طلباء کو حصولِ تعلیم کی غرض سے باہر کے ملکوں میں جانے کی ممانعت کر دی۔ پاسپورٹ صرف اُن طلباء کو دیا جاتا تھا جو فوجی سائنس، ڈاکٹری یا انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے باہر جانا چاہتے تھے، حالانکہ آغازِ جنگ سے کئی سال پہلے طلباء چین بکثرت باہر جاتے تھے اور حکومت کی طرف سے اُن کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔

جنگ کا ایک اور اثر چین کے تعلیمی حالات پر یہ ہوا کہ گورنمنٹ کی نگرانی کے ماتحت یونیورسٹیوں اور کالجوں کو مدغم کر دیا گیا۔ چنانچہ پیکنگ یونیورسٹی، سنگھوا یونیورسٹی جو پہلے پیکنگ میں تھی اور ننکی یونیورسٹی جو پہلے ٹینٹسن میں تھی۔ ان سب کو ایک ایک کر کے شمال کی جانب سے چنگشا (Changsha) میں منتقل کر دیا گیا اور جب لڑائی زیادہ شدید ہو گئی اور چین کے صدر مقام کے علاقوں کو خطرہ محسوس ہوا تو یہ ادارہ یہاں سے بھی نقل مکانی کر کے کنمنگ (Kunming) چلا گیا۔ اور اب آج کل یہ "قومی جنوب مغربی یونین یونیورسٹی" کے نام سے کام کر رہا ہے۔ اسی طرح دوسری قومی یونیورسٹیاں ایک دوسرے میں مدغم ہو کر شینسی (Shensi) میں منتقل ہو کر

"قومی شمال مغربی یونین یونیورسٹی" (National North-West Union University) کے نام سے معروف ہوئیں، یونیورسٹیوں کی طرح تین انجنیری کے کالج تھے جو اب مدغم ہو کر ایک بن گئے۔ اسی طرح تین مڈیکل کالجوں کو ملا کر ایک کر دیا گیا۔

جنگ کے شروع ہونے سے ذرا پہلے وزارتِ تعلیم نے حکم دیا تھا کہ گورنمنٹ کا تسلیم شدہ ٹیچر بننے کے لیے طلباء کو چاہیے کہ وہ بعض تعلیمی مضامین میں یونیورسٹی کی نگرانی میں کچھ کام کریں اس کے بعد اُن کو ثانوی تعلیم کے اسکولوں میں مدرسی کی جگہ مل سکتی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں اساتذہ کی ٹریننگ کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے ایک اور تجویز پیش کی گئی۔ اس تجویز کا مفاد یہ تھا کہ ثانوی تعلیم کے اساتذہ کی ٹریننگ کا تعلق صرف گورنمنٹ سے رہیگا۔ اساتذہ کی ٹریننگ کے نئے چھ کالجوں میں سے پانچ کالج قومی یونیورسٹیوں سے متعلق ہیں اور ایک کالج ہونن (Hunan) میں آزاد ہے۔

دورانِ جنگ میں گورنمنٹ کو یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم کے کورس میں کچھ اضافہ اور ردوبدل بھی کرنا پڑا ہے پہلے اعلیٰ تعلیم میں کوئی دخل نہیں دیا جاتا تھا، مگر اب اتنا کر دیا گیا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے چار سالوں میں سے ایک سال ہر نوجوان مرد کو فوجی تعلیم میں صرف کرنا پڑیگا اور اسی طرح طالبات کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ گریجویٹ ہونے سے پہلے زخمیوں اور بیماروں کو فوری امداد بہم پہنچانے کا کام فی ہفتہ دو گھنٹے کے حساب سے ایک برس تک سیکھیں۔

جنگ کی وجہ سے طریقۂ تعلیم میں ایک نیا اضافہ یہ ہوا ہے کہ ۱۹۳۹ء کے موسم بہار سے وہاں ٹیوٹوریل سسٹم بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ یہ سسٹم مڈل اسکولز اور اعلیٰ تعلیم دونوں کے لیے۔

جنگ کے آغاز کے بعد سے صنعتی اور حرفتی تعلیم پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ گذشتہ تین سالوں میں نئے اسکول صنعت و حرفت کی تعلیم کے جاری ہو چکے ہیں۔ ان سب کو مرکزی حکومت سے امداد ملتی ہے۔ اور وہ براہِ راست وزارت تعلیم کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ ان اسکولوں میں کاغذ سازی چمڑہ کی

صفائی، رنگریزی، بجلی کا کام، انجینرنگ، زراعتی اقتصادیات، حساب، حیوانات کی سائنس، اور حفظانِ صحت وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان اسکولوں کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ذریعہ قومی مسائل و ذرائع آمدنی کو کام میں لایا جائے اور جنگ سے پیدا شدہ ضرورتوں کی تکمیل کی جائے۔

چین کے نظام تعلیم کے مطابق ثانوی مرتبہ کے اسکول مقامی حکومت کے ماتحت ہوتے تھے اور وہی اُن کی مالی امداد کرتی تھی۔ اگرچہ عام نگرانی سنٹرل گورنمنٹ کی وزارت تعلیم کی ہی ہوتی تھی، لیکن جنگ میں شہروں پر بمباری ہونے لگی۔ اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں اپنے شہروں کو چھوڑ چھوڑ کر اندرونِ ملک میں جانے لگے۔ تو اس سے تعلیمی انتظام میں بڑی گڑبڑ پیدا ہوگئی۔ جاپانیوں کا جس حصّہ پر قبضہ ہوجاتا ہے وہ اُس میں چین کے لڑکوں اور لڑکیوں کے نظامِ تعلیم کو بھی برباد کر دیتے ہیں، قسم قسم کی دشواریوں کے باوجود چینی گورنمنٹ کی بڑی خواہش ہے کہ وہ جس طرح بھی ہوسکے اپنے ملک کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے دماغ کی تربیت قومی اصول پر کر سکے۔ اس کے لیے وہ از حد کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اس راہ میں جو مشکلات ہیں وہ ظاہر ہیں

(ہندوستان ٹائمز)